Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

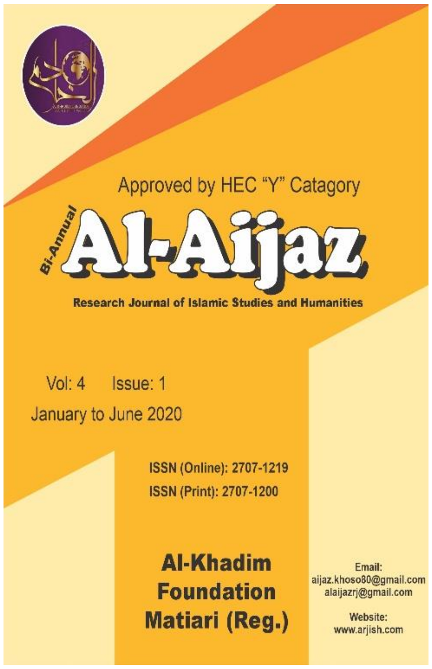

TOPIC:

Concept of Nation in Quran (Research Review)

AUTHORS:

1. Naseem Akhter, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, SBBWU, Peshawar.
Email: khtr_nsm@yahoo.com
2. Hussan Ara, Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, SBBWU, Peshawar.
3. Zahida Parveen, Govt. Post Graduate College Viqar-un-Nisa Rawalpindi.
Emails: ztvnrwp@gmail.com, ORICD ID: https://orcid.org/0000-0002-4852-5602

How to cite:
Akhter, N., Ara, H., & Parveen, Z. (2020). U-17 Concept of Nation in Quran (Research Review). Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities, 4(1), 247-262.
https://doi.org/10.53575/u17.v4.01.247-262
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/107

QR Code

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 247-262

Published online: 2020-06-30

قرآن کا تصور قوم(تحقیقی جائزہ)

Concept of Nation in Quran (Research Review)

Naseem Akhter*
Hussan Ara**
Zahida Parveen***

Abstract
The Quranic concept of nation is quite different from other theories of nationalism. Qur'an divides the nation based on virtuous deeds and character. Those who believe in the Almighty Allah and follow His last prophet Muhammad (peace and blessings of Allah be upon him) whether they belong to different color, caste, region, sex, culture and speak any language are one nation. If someone claims that he is Muslim but he is characterless and possesses the habits and behavior like Hypocrites, he is definitely not from Muslim nation but will be included in hypostases, peccadilloes and polytheists. Likewise if someone is not looked like Muslim, but by character and practice he is righteous, pious, and virtuous, then he will be counted with successful.
Keywords: Muslim Nation, Quran, Holy Prophet (PBUH), Pious, Righteous

فی زمانہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص وضع قطع کے اعتبار سے مسلمان ہے وہ صوم وصلوۃ کا بھی پابند ہے، حج اور عمرہ بھی کرتا ہے، صدقہ اور خیرات کا بھی اہتمام کرتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ جھوٹ بولتا ہے، معاملات میں لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے، سودی لین دین کرتا ہے۔اس شخص کی زندگی میں دو طرح کی صفات پائی جاتی ہیں، بظاہر یہ مسلمان ہے مگر جو منفی صفات پائی جاتی ہیں اسے پہلے ایک اور حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

("عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال آية المنافق ثلاث إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان") [1]

ترجمہ: "منافق کی تین نشانیاں ہیں، امام مسلم نے اضافہ کے ساتھ حدیث نقل کی ہے۔اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو یا روزہ رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔لیکن جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹی کرتا ہے، جب وہ وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جاتی ہے تو اس میں بھی خیانت کرتا ہے"۔ایک حدیث میں چوتھی نشانی کا بھی ذکر آیا جب لڑائی جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

ان صفات کا حامل شخص جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر معاشرے میں لین دین یا دیگر معاملات کرتا ہے تو الجھن پیدا ہوتی ہے، کیا یہ اسلام ہے؟ کیا یہ شخص جو اسلام کی نمائندگی کر رہا ہے یہ اسلام کی نمائندگی ہے یا اسے کیا کہا جائے؟ان سوالات کے جوابات کی تلاش کے لیے ہم قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ قرآن میں لفظ "قوم" کن معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

---

* Assistant Professor, Department of Islamic Studies, SBBWU, Peshawar.
khtr_nsm@yahoo.com
** Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, SBBWU, Peshawar.
*** Govt. Post Graduate College Viqar-un-Nisa Rawalpindi.
Emails: ztvnrwp@gmail.com, ORICD ID: https://orcid.org/0000-0002-4852-5602

بنیادی طور پر قرآن میں دو طرح کی قوموں کا ذکر ملتا ہے، ایک وہ قوم ہے جو انبیاء اکرام علیہم السلام کی معیت میں رہی ہیں جیسے "حضرت ابراہیم"، "حضرت نوح"، "حضرت موسی"، "حضرت ہود"، "حضرت صالح"، "حضرت لوط"، "حضرت یونس علیہم السلام" کی قوموں کا ذکر ملتا ہے، دوسری چند ایسی اقوام بھی ہیں جن کی سیادت اور قیادت میں وہ قوم اپنے کام سرانجام دیتی تھیں جیسے قوم عاد، قوم ثمود، قوم فرعون وغیرہ۔ مگر فرق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جو قومیں ہیں ان کا ذکر مثبت صفات وافعال کے ساتھ آیا ہے اور جو دوسری اقوام ہیں ان کا ذکر منفی صفات و کردار کے ساتھ آیا ہے۔

قرآن کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن اقوام کی تقسیم کردار کے بنیاد پر کرتا ہے، اگر کوئی اچھے کردار کا حامل ہے تو وہ قرآن اسے اچھی صفات و کردار والی قوم کے مطابق اچھے نتائج کا حق دار ٹھہرے گا۔ اگر کوئی شخص منفی صفات و کردار کا مالک ہے تو وہ قرآن کی روشنی میں اپنا انجام انہی اقوام کے نتائج کی روشنی میں دیکھ سکتا ہے اور اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔

اس مسئلے کی وضاحت کے لیے پہلے ہم ایک حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے:

(عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم)[۲]

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس (شخص) نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی پس وہ انہی میں سے ہوگا"۔

حدیث مبارکہ کی لغوی اور صرفی و نحوی تحقیق:

من یہ عموم کے لیے آیا ہے جو شخص بھی یہ مرد اور عورت دونوں کیلئے یکساں استعمال ہوتا ہے، صرفی اعتبار سے یہ حرف شرط ہے۔

((تشبة، يتشبه، تشبها باب تفعل)) ہے۔ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب اس کا مادہ ش۔ب۔ہ ہے۔ ہفت اقسام میں یہ صحیح ہے کیونکہ اس میں کوئی بھی لفظ (حرف) علت نہیں ہے یہ شرط واقع ہو رہا ہے۔

باب تفعل میں خاصیت پائی جاتی ہے کہ کوئی شخص قصدا یا جان بوجھ کر مشابہت اختیار کرے۔

شبہ بھی ہو سکتا تھا باب سمع يسمع تو اس کا مطلب ہوتا کسی بھی صورت میں مشابہت ہوئی۔ باب افعال اشبه يشبه بھی ہو سکتا تھا جس کا مطلب ہوتا کسی کی مشابہت اختیار کرنا۔

تشبہ کا خاص لفظ استعمال کیا جس میں قصد، تکلف اور اہتمام پایا جاتا ہے۔

بقوم: "ب" حرف جر اور قوم مجرور، جار مجرور متعلق تشبه ۔

قوم نکرہ ہے کوئی بھی قوم مراد ہے کوئی خاص قوم نہیں۔

فهو: "ف" جزائیہ ھو مبتدا

منهم: من حرف جر، هم مجرور، جار مجرور مل کر خبر مبتدا خبر ملکر جواب شرط، یہ پورا جملہ شرطیہ ہے۔

کیا تشبہ بالقوم ظاہری وضع قطع اور لباس کی ہے ؟ کہ اگر کسی شخص نے شلوار قمیض کو چھوڑ کر سوٹ زیب تن کر لیا تو وہ کفار اور یورپی اقوام کے مشابہ ہو گا کیونکہ اس نے اسلامی لباس چھوڑ کر پینٹ کورٹ پہنا ہے، اگر شارع کا یہ منشا ہے تو پاک و ہند کے خیاط کم پڑ جائیں گے کہ وہ شلوار قمیض اور اسلامی لباس بنا کر یورپ بھجوائیں۔ پوری امت مسلمہ کے لیے وبال جان بن جائے گا۔

لباس کے حوالے سے حضور اکرم نے ایک قاعدہ اور قانون بنا دیا ہے اس کے مطابق آپ لباس زیب تن کر سکتے ہیں کیونکہ یہ ایک ثقافتی مسئلہ ہے جو جس علاقے میں رہائش پذیر ہے وہ وہاں کا لباس پہنے بشر طیکہ وہ ساتر ہو جس کی طرف اسلام توجہ دلاتا ہے۔ یورپ کے رہنے والے سوٹ زیب تن کرتے ہیں تو اسلام کے بعد بھی وہ وہی لباس پہن سکتے ہیں، حتی کہ ان ممالک کے آئمہ حضرات بھی سوٹ پہن کر نماز پڑھاتے ہیں، اسلام اس پر کوئی قدغن نہیں لگاتا البتہ ہمارے بعض علماء کی آراء ہیں کہ ٹائی لگانا صلیب کی علامت ہے اور یہ حرام ہے۔ سوٹ پہننا یہ انگریزوں کا لباس ہے اس لیے یہ حرام ہے اور تشبہ میں داخل ہے۔ حتی کہ اگر شلوار قمیض بھی پہنی ہے اور قمیض میں سوٹ والا کالر ہے شیر وانی کالر نہیں ہے تو بعض علماء اسے بھی حرام قرار دیتے ہیں۔ دراصل یہ ان کی اپنی آراء ہیں جو انہوں نے قائم کی ہیں۔ حقیقت میں حلت و حرمت کا حق صرف اور صرف شارع ہی کو ہے کسی اور کو نہیں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ میں نے اسے یوں سمجھا ہے یہ بہتر نہیں ہے، اگر ایسا نہ کیا جائے تو اچھا ہے۔ یہ محبت کے پہلو سے مسئلہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص محبت رسول سے اتنا سرشار ہے کہ وہ وہی لباس اختیار کرتا ہے جو حضور اکرم نے استعمال کیا ہے تو یقیناً یہ سنت ہو گی مگر دوسروں پر فتوی لگانا یہ اسلام کا طریق نہیں ہے۔ پہلے ہم ان احادیث کا جائزہ لیں گے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ اور صحابہ کرام نے اپنے علاقائی ثقافت سے ہٹ کر بھی کوئی لباس زیب تن کیا ہے۔

(("عن مغیرة بن شعبة قال: انطلق النبی صلی الله علیه وسلم لحاجته، ثم اقبل فتلقیه بماء فتوضاء وعلیه جبة شامیه"))[۳]

ترجمہ: "حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے پھر واپس تشریف لائے تو پانی لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا، اس وقت آپ ﷺ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے"۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شامی جبہ پہنا جو یہودیوں کا لباس تھا، معلوم ہوا کہ لباس سے تشبہ بالقوم نہیں ہوتا۔

ترجمہ حدیث: حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ریشم وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، تو مجھے اندیشہ ہوا کہ نقش و نگار والا کپڑا بھی اس میں شامل نہ ہو اور رہا ارجوانی زین پوش تو خود عبداللہ کا زین پوش ارجوانی ہے۔ میں نے جا کر سب حضرت اسماء سے بیان کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ جبہ رسول اللہ کا موجود ہے پھر انہوں نے وہ جبہ نکالا جو کالی چادروں کا تھا جسے کسروانی کہتے تھے جس کا گریبان دیبا کا تھا اور اس کے دامنوں پر سنجاف تھے دیباج کے۔ حضرت اسماء نے بتایا کہ یہ پہلے حضرت عائشہ کے پاس تھا ان کی وفات تک ان کے پاس رہا۔ وفات کے بعد یہ جبہ میں نے حاصل کر لیا۔ نبی اکرم اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ اب ہم اسے دھو کر بیماروں کو شفا کے لیے پانی پلاتے ہیں۔[۴]

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ نے جبہ کسروانیہ بھی زیب تن فرمایا جو اس وقت ایران کے فیشنی لباس میں شامل تھا۔

"عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لم یجدازارا، فلیلبس سراویل"[5]

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا جسے تہ بند نہ ملے وہ شلوار پہن لے''۔

معلوم ہوا کہ حضور اکرم نے جو لباس خود پہنا اس میں تہبند لازمی تھا اور پھر اس سلسلے میں رخصت دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی کو تہ بند نہ ملے تو وہ شلوار پہن لے۔ بعض روایات میں اس طرح آتا ہے کہ آپ کے پاس شلوار لائی گئی۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ عورتوں کے لیے ستر لباس ہے۔ یہاں یہ اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ ہم نے تہبند کو چھوڑ کر صرف شلوار کو اپنایا ہے جبکہ یہ اس وقت ایران سے لائی گئی تھی، وہاں کے لوگ زیب تن کرتے تھے اور عرب میں آکر یہ سراویل بن گئی۔

سر کے بالوں کا مسئلہ

"عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأی صبیا قد حلق بعض شعرہ و ترک بعضہ فنھا ھم عن ذالک وقال احلقوہ کلہ اوا ترکوہ کلہ" [6]

ترجمہ: "حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کے بال کچھ حصے کے مونڈے ہوئے اور بعض چھوڑے ہوئے تھے، اس پر آپ ﷺ نے منع فرمایا یا تو سارے بال مونڈ ڈالو یا سارے چھوڑ دو"۔

اگر حدیث کے ظاہری الفاظ کو دیکھیں تو تمام فور سز پر تشبہ بالکفار لازم آئے گا مگر ہمارے ہاں ایک المیہ ہے کہ جب قرآنی آیت آتی ہے تو ہم فوراً اس کا نشان نزول تلاش کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ حکم خاص ہے، یہ فلاں کے لیے تھا، اس کی تاویلات اور تعبیرات کرتے ہیں مگر حدیث رسول کے حوالے سے ہم قاعدہ بھول جاتے ہیں کہ حضور نے یہ ارشاد کس موقع پر فرمایا، کیا حالات و واقعات تھے جیسا کہ ذیل کی دو مثالوں میں بات واضح ہو گی۔

"عن رکانہ قال سمعت النبی ﷺ یقول: فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس" [7]

ترجمہ: "حضرت رکانہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق یہ ہے کہ وہ صرف ٹوپی پہنتے ہیں اور ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں"۔

ایک دفعہ حضور اکرم سے ایک شخص نے مصافحہ کیا تو مصافحہ کرتے ہوئے آپ کو اس کے ہاتھ کی ہتھیلی بہت سخت اور کھردری لگی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا کرتے ہو۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں مزدوری کرتا ہوں، پتھر توڑتا ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور فرمایا: "الکاسب حبیب اللہ" یعنی محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔

ان دونوں واقعات سے پتہ چلا کہ ہر ایک قول رسول کے پیچھے مصلحت ہے جیسے مشرکین اور مسلمانوں کے لیے خاص فرق واضح فرمایا: و گرنہ آج ہمارے کتنے ایسے علماء ہیں جو صرف ٹوپی پہنتے ہیں اور عمامہ باندھنے والے کم ہیں۔ تو کیا ظاہری حکم لگا کر یہ فتوی دیا جائے گا کہ تمام ٹوپی پہننے والے

مسلمان مشرک ہیں حالانکہ وہ باعمل مسلمان ہیں، ایسا فتوی یقینا عقل کے خلاف ہوگا اور ظلم ہوگا کیونکہ اس وقت مشرکین اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں لگتا تھا۔ اس وقت ایک خیر کی بنیاد پر ایک معاشرہ بننے جارہا تھا اس لیے ابتدا بنیادی فرق کرنا ضروری ہوا۔ یہ حکم مستقل نہ تھا۔

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ لباس کو حضور اکرم نے ثقافت پر چھوڑ دیا کہ مسلمان اپنے اپنے علاقے کی ثقافت کے مطابق ساتر لباس زیب تن کر سکتے ہیں۔

راقمہ کے خیال میں بعض اوقات سوٹ پہننا مستحب ہو جاتا ہے جب آپ مغرب سے متاثر افراد کو پڑھانے جائیں تو سوٹ زیب تن کر کے ٹائی لگا کر جائیں تو آپ کی بات کا اثر زیادہ لیا جائے گا۔ واضح رہے کہ ہمارے بعض علماء نے ٹائی کو صلیب کی علامت قرار دے کر حرام ٹھہرایا ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔ راقم نے 1810ء کی ایسی تصاویر دیکھی ہیں جب ٹائی کا نام ونشان نہ تھا۔ سرد علاقوں میں قمیض کے کالر کو گریبان کے اوپر تک بند کیا جاتا تھا، رفتہ رفتہ ٹائی معرض وجود میں آگئی اور سوٹ کا حصہ بن گئی۔ صلیب اور ٹائی کی شکل میں بہت فرق ہے۔

البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اگر کوئی شخص کسی غیر مذہب کا مخصوص شعار اختیار کرتا ہے، ان کے تہواروں میں جاتا ہے جیسے بعض اداکاروں کے گھروں میں مندر بھی ہے اور وہ نماز بھی پڑھتے ہیں، یہ تو کھلی اور واضح تشبہ ہوگی جب تک توبہ نہ کر لیں۔

قرآن کی روشنی میں قوم کا تصور

قرآن جس قوم کو بھی تقسیم کرتا ہے وہ کردار کی بنیاد پر کرتا ہے، اگر کوئی شخص بظاہر مسلمان ہے مگر بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے، عہد و پیمان کو توڑتا ہے، گالیاں بکتا ہے، جھوٹی افواہیں پھیلاتا ہے، جھگڑا کرتا ہے تو قرآن ایسی افراد کو کس کس قوم میں شمار کرتا ہے اور ان کا نتیجہ اور انجام کیا بتاتا ہے۔ تو اگر ایک مسلمان بھی ان اقوام جیسے افعال کرے گا تو قرآن کے مطابق اس کا وہی انجام ہوگا جو اس قوم کا ہوگا۔

ذیل میں قوم کی صفات اور کردار کے حوالے سے بات ہوگی جن کا ذکر قرآن میں من حیث القوم ذکر کیا ہے۔

(i) قوم متقین (ii) قوم یؤمنون (iii) لقوم یعقلون (iv) لقوم یفقھون

(v) لقوم یشکرون (vi) لقوم الصالحین-

(i) قوم متقین:

تقوی اختیار کرنے والے، پرہیزگار لوگ، اللہ تعالی سے ڈرنے والے لوگ، ان کی صفات کا ذکر سورۃ البقرہ میں موجود ہے۔

"ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوۃ و مما رزقنھم ینفقون و الذین یؤمنون بمآ انزل الیك و مآ انزل من قبلك و بالاخرۃ ھم یوقنون . اولئك علی ھدی من ربھم و اولئك ھم المفلحون"[۸]

ترجمہ: ''(قرآن) متقین کے لیے ہدایت ہے (متقین) وہ لوگ ہیں جو غائب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو اللہ نے انہیں عطا کیا اس ہی میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل ہوئی (کتاب) اور اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل ہوئیں اور وہ (لوگ) آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔

متقین کی درج ذیل صفات بیان ہوئی ہیں۔

ا۔ سن کر ایمان لے آتے ہیں اور نتائج تک پہنچ جاتے ہیں، بڑے نفیس لوگ ہوتے ہیں متقین اور الناس فرق اسی بات کا ہے کہ متقین غائب پر ایمان لے آتے ہیں اور نتائج کا انتظار نہیں کرتے جبکہ الناس نتائج دیکھنے کے بعد آگے بڑھتے ہیں۔

جیسا کہ سورۃ النصر میں ذکر ہے۔

"و رایت الناس یدخلون في دین الله افواجا"[9]

ترجمہ: "اور تم لوگوں کو دیکھ لو کہ وہ فوج در فوج (جھنڈ کے جھنڈ) اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں"۔

۲۔ قیام صلوۃ یعنی نماز پڑھتے نہیں بلکہ قائم کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

۳۔ انفاق فی سبیل اللہ حسب استطاعت وہ انفاق کرتے ہیں، لوگوں کی ضروریات پوری کرتے ہیں کیونکہ متقین اسی بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی جو مال و دولت انہیں دیا ہے اس میں اوروں یعنی عزیز و اقارب کا بھی حصہ ہے۔

۴۔ قرآن پر ایمان اور قرآن سے پہلی کتابوں پر ایمان کہ یہ اللہ کی طرف سے وحی ہے اور اس وحی کے آگے ہتھیار ڈال دیتے ہیں، اپنی نہیں چلاتے بلکہ اللہ تعالی کی مانتے ہیں۔

۵۔ آخرت پر یقین، کہ اس دن اللہ تعالی کے سامنے پیش ہونا ہے اس لیے پہلے سے اپنے آپ کو اس کے لیے تیار رکھتے ہیں۔

ہدایت یافتہ اور فلاح کا پروانہ: ان متقین کے لیے اللہ تعالی نے یہ سرٹیفکیٹ جاری کر دیا کہ یہ حقیقت میں ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

(ii) قوم یؤمنون

"و مآ انزلنا علیك الكتب الا لتبین لهم الذي اختلفوا فیه و هدی و رحمة لقوم یؤمنون"[10]

ترجمہ: ''اور ہم (اللہ) نے تم پر یہ کتاب اس لیے اتاری ہے کہ تم ان کے سامنے وہ باتیں کھول کھول کر بیان کر دو جن میں انہوں نے مختلف راستے بنائے ہوئے ہیں اور تاکہ یہ ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا سامان ہو''۔

"لقد كان في قصصهم عبرة لاولي الالباب ما كان حدیثا یفترى و لكن تصدیق الذي بین یدیه و تفصیل كل شيء و هدی و رحمة لقوم یؤمنون"[11]

ترجمہ: ''یقیناً ان واقعات میں عقل و ہوش رکھنے والوں بڑی عبرت کا سامان موجود ہے، یہ کوئی ایسی بات نہیں جو جھوٹ موٹ گھڑ لی گئی ہو بلکہ اس سے پہلے جو کتابیں آچکی ہیں ان کی تصدیق ہے اور ہر بات کی وضاحت اور جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے ہدایت اور رحمت کا سامان''۔

"الم یروا الی الطیر مسخرت في جو السما ما یمسكهن الا الله ان في ذلك لایت لقوم یؤمنون"[12]

ترجمہ: "کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کے حکم کے پابند ہیں آسمان کی فضا میں، انہیں اللہ کے سوا کوئی اور تھامے ہوئے نہیں ہے یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں"۔

"واذآ اذقنا الناس رحمة فرحوا بها و ان تصبهم سيئة بما قدمت ايديهم اذا هم يقنطون او لم يروا ان الله يبسط الرزق لمن يشاء و يقدر ان في ذلك لايت لقوم يؤمنون"[13]

ترجمہ: "اور جب ہم (اللہ) لوگوں کو رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو اس پر اترا جاتے ہیں اور اگر انہیں خود اپنے کرتوتوں کے ہاتھوں کوئی برائی پہنچ جائے تو ذرا سی دیر میں وہ مایوس ہونے لگتے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہے) تنگ کر دیتا ہے اس میں یقیناً ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان لائیں"۔

"فما كان جواب قومه الآ ان قالوا اقتلوه او حرقوه فانجه الله من النار ان في ذلك لايت لقوم يؤمنون"[14]

ترجمہ: "غرض ابراہیم ﷺ کی قوم کا جواب اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا: قتل کر ڈالو اس کو یا جلا ڈالو اسے، پھر اللہ نے ابراہیم کو آگ سے بچا لیا، یقیناً اس واقعہ میں ان لوگوں کے لیے بڑی عبرتیں ہیں جو ایمان لاتے ہیں"۔

قوم یؤمنون کا کردار اور صفات وافعال:

(۱) اختلافات کی صورت میں وحی الٰہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

(۲) جو اپنے آپ کو مخلص کر لے تو کائنات کا ذرہ ذرہ اسکی حفاظت کرتا ہے۔

(۳) حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ اس کی واضح مثال ہے۔

(۴) رزق کی کشادگی اللہ کی طرف سے اور تنگی انسانی اعمال کا نتیجہ۔

(۵) سابقہ اقوام کے واقعات وقصص سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔

یہ بڑے نفیس لوگ ہوتے ہیں سر تسلیم خم کر لیتے ہیں ہٹ دھرمی نہیں دکھاتے۔

(iii) لقوم یعقلون

"و في الارض قطع متجورت و جنت من اعناب و زرع و نخيل صنوان و غير صنوان يسقى بماء واحد و نفضل بعضها على بعض في الاكل ان في ذلك لايت لقوم يعقلون"[15]

ترجمہ: "اور زمین میں مختلف قطعے ہیں جو پاس پاس واقع ہوئے ہیں اور انگور کے باغ اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ دہرے تنے والے ہیں اور کچھ اکہرے تنے والے۔ سب ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں اور ہم ان میں سے کسی کو ذائقے میں دوسرے پر فوقیت دے دیتے ہیں۔ یقیناً ان سب باتوں میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیں"۔

"و لقد تركنا منهآ اية بينة لقوم يعقلون"[16]

ترجمہ: "اور ہم نے اس بستی کی کچھ کھلی نشانی ان لوگوں کے لیے چھوڑ دی ہے جو سمجھ سے کام لیں"۔

قوم یعقلون کا کردار اور صفات وافعال:

- تسخیر کائنات میں ان کے لیے نشانیاں۔
- نباتات خاص کر پھلوں، انگور اور کھجوریں مختلف ذائقے مگر ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ قوم یعقلون اس میں غور و فکر کرتے ہیں کہ یہ بے کار اور فضول نہیں پیدا کیا۔
- اللہ کی نشانیوں پر غور کرتے ہیں، بجلی کی کڑک اور بادلوں کا آنا اس میں دو چیزیں ہیں کڑک اللہ کے عذاب کا خوف اور بادلوں سے بارش کی آمد۔
- قوم لوط کا ذکر کرکے یہ بتایا کہ غیر فطری عمل عقل کے خلاف ہے۔ عقل سلیم ہی وہ ہوتی ہے جو فطرت کو اپیل کرتی ہو، عمل قوم لوط چونکہ یہ عقل کے خلاف عمل ہے اس لیے اس کا ذکر کرکے ان پر آنے والے عذاب کا بتایا اور فرمایا کہ یہ فسق ہے نافرمان لوگوں کا یہ عمل ہوتا ہے۔

(iv) لقوم یفقھون

"و هو الذي انشاكم من نفس واحدة فمستقر و مستودع قد فصلنا الايت لقوم يفقهون"[۲۷]

ترجمہ: "وہی ہے جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر ہر شخص کا ایک مستقر ہے اور ایک امانت رکھنے کی جگہ۔ ہم نے ساری نشانیاں ایک ایک کرکے کھول دی ہیں، (مگر) ان لوگوں کے لیے جو سمجھ سے کام لیں"۔

قوم یفقھون کا کردار اور صفات وافعال:

قوم یفقھون کا مطلب ہے ایسے لوگ جو سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہوں، حالات کا جائزہ لے کر خود نتائج نکال سکتے ہوں اور خود بھی سدھر جائیں وار دوسروں کو بھی سدھارنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

موجودہ دور اور قوم یفقھون

آج جب ہم حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ مسلمان قوم بھی عذاب کی لپیٹ میں آچکی ہے، اس عذاب کا ذکر سورۃ انعام میں کیا گیا ہے وہ یہ کہ: دو گروہوں کو آپس میں لڑانا یہ بین الاقوامی سطح پر بھی ہو رہا ہے اور ایک ملک کے اندر رہتے ہوئے بھی مختلف گروہوں کو آپس میں لڑوا کر عذاب دیا جا رہا ہے اور ساتھ بتایا گیا کہ قوم یفقھون وہ ہیں جو ان سے محفوظ رہیں گے اور جان لیں گے کہ ہماری طرف سے عذاب ہے لہذا وہ الگ تھلک رہیں گے۔

انسانی تخلیق اور قوم یفقھون

انسان کو اللہ تعالی کیسے عدم سے وجود میں لاتا ہے، ایک خلیے سے اس کی تخلیق کا آغاز ہوتا ہے جو مرد و عورت کے باہمی تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔

تخلیق کے تمام تر مراحل کا ذکر کر کے یہ بتایا ہے کہ سمجھ بوجھ سے کام لینے والے لوگ دیکھیں گے کہ ہم ان کی تخلیق کیسے کرتے ہیں، اس میں ان کے لیے نشانیاں ہیں:

(v) لقوم یشکرون

"و البلد الطيب يخرج نباته باذن ربه و الذي خبث لا يخرج الا نكدا كذلك نصرف الايت لقوم يشكرون"[18]

ترجمہ: "اور جو زمین اچھی ہوتی ہے اس کی پیداوار تو اپنے رب کے حکم سے نکل آتی ہے اور جو زمین خراب ہو گئی ہو اس سے ناقص پیداوار کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ اسی طرح ہم اپنی نشانیوں کے مختلف رخ دکھاتے رہتے ہیں (مگر) ان لوگوں کے لے ے جو قدردانی کریں"۔

"و اذ تاذن ربكم لئن شكرتم لازيدنكم و لئن كفرتم ان عذابي لشديد"[19]

ترجمہ: "اور وہ وقت بھی جب تمہارے پروردگار نے اعلان فرمادیا تھا کہ اگر تم نے واقعی شکر ادا کیا تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو یقین جانو میرا عذاب بڑا سخت ہے"۔

شاکر قوم کی صفات و کردار:

(۱) ہر حال میں شکر بجالاتے ہیں۔

(۲) شاکر قوم کفران نعمت نہیں کرتی۔

(۳) نعمتوں پر شکر ادا کرنے سے نعمتوں اور عنایات میں اضافہ ہوتا ہے۔

(vi) لقوم الصالحین

"يؤمنون بالله و اليوم الاخر و يامرون بالمعروف و ينهون عن المنكر و يسارعون في الخيرت و اولئك من الصلحين"[20]

ترجمہ: "یہ لوگ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، اچھائی کی تلقین کرتے اور برائی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں کی طرف لپکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا شمار صالحین میں ہے"۔

"و من يطع الله و الرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين و الشهداء و الصلحين و حسن اولئك رفيقا"[21]

ترجمہ: "اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں"۔

"و اذا سمعوا مآ انزل الى الرسول ترى اعينهم تفيض من الدمع مما عرفوا من الحق يقولون ربنآ امنا فاكتبنا مع الشهدين"[22]

ترجمہ: "اور جب یہ لوگ وہ کلام سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوا ہے تو چونکہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہوتا ہے اس لیے تم ان کی آنکھوں کو دیکھو گے کہ وہ آنسوؤں سے بہہ رہی ہیں (اور) وہ کہہ رہے ہیں کہ "اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں لہذا گواہی دینے والوں

کے ساتھ ہمارا نام بھی لکھ لیجئے"۔

"و ما لنا لا نؤمن باللہ و ما جاءنا من الحق و نطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصلحین"[۲۳]

ترجمہ: "اور ہم اللہ پر اور جو حق ہمارے پاس آگیا ہے اس پر آخر کیوں ایمان نہ لائیں اور پھر یہ توقع بھی رکھیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں میں شمار کرے گا؟"

قوم الصالحین کی صفات و کردار:

(۱) اللہ پر پختہ ایمان اور آخرت پر کامل یقین

(۲) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا

(۳) نیکی اور بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں

(۴) رسول کی اطاعت کرتے ہیں

قوم صالحین کا انعام:

انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کی معیت نصیب ہو گی۔

کیا بہترین رفاقت ہے۔

منفی صفات و افعال کی حامل قوم کا ذکر:

(i) قوم الکافرین (ii) قوم فاسقین (iii) قوم الظالمین (iv) قوم منافقین (v) قوم تجھلون۔

(i) قوم الکافرین

"یایھا الذین امنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتب یردوکم بعد ایمانکم کفرین"[۲۴]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کے ایک گروہ کی بات مان لوگے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تم کو دوبارہ کافر بنا کر چھوڑیں گے"۔

"ان الذین یحادون اللہ و رسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلھم و قد انزلنآ ایت بینت و للکفرین عذاب مھین"[۲۵]

ترجمہ: "یقین رکھو کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ہی ذلیل ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے تھے اور ہم نے کھلی کھلی آیتیں نازل کر دی ہیں اور کافروں کے لیے ایسا عذاب ہے جو خوار کر کے رکھ دے گا"۔

قوم الکافرین کی صفات اور کردار:

(۱) ایمان کے بعد کفر کی طرف جانا (۲) اللہ کی آیات کا کفر اور ان کا مذاق اڑانا

(۳) اللہ اور اس کے رسول اللہ کی مخالفت (۴) حدود اللہ پر عمل نہ کرنا

انجام اور نتائج کے اعتبار سے:

ذلیل ورسوا ہوں گے، عذاب مھین کر دیا جائے گا۔

احتیاط: اہل ایمان کو خاص طور پر ہدایت دی گئی کہ یہ لوگ جب اللہ کی آیات کا مذاق اڑائیں تو ان کی مجلس سے اٹھ جاؤ، الگ ہو جاؤ اگر تم ان کی مجلس میں بیٹھے رہے اور وہ مذاق اڑاتے رہے تو تمہارا شمار بھی ان ہی میں سے ہو گا۔ یعنی تم بھی کافر ہو جاؤ گے۔ قرآن کے الفاظ ہیں:

انکم اذا مثلھم

ترجمہ: "بے شک تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے"۔

(ii) **قوم فاسقین**

"قل انفقوا طوعا او کرھا لن یتقبل منکم انکم کنتم قوما فسقین"[۲۶]

ترجمہ: "کہہ دو کہ: "تم اپنا مال چاہے خوشی خوشی چندے میں دو، یا بددلی سے، وہ تم سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا۔ تم ایسے لوگ ہو جو مسلسل نافرمانی کرتے رہے ہو"۔

"و ما منعھم ان تقبل منھم نفقتھم الآ انھم کفروا باللہ و برسولہ و لا یاتون الصلوۃ الا و ھم کسالی و لا ینفقون الا و ھم کرھون"[۲۷]

ترجمہ: "اور ان کے چندے قبول کیے جانے میں رکاوٹ کی کوئی اور وجہ اس کے سوا نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کا معاملہ کیا ہے اور یہ نماز میں آتے ہیں تو کسمساتے ہوئے آتے ہیں اور (کسی نیکی میں) خرچ کرتے ہیں تو برا مانتے ہوئے خرچ کرتے ہیں"۔

"یحلفون لکم لترضوا عنھم فان ترضوا عنھم فان اللہ لا یرضی عن القوم الفسقین"[۲۸]

ترجمہ: "یہ تمہارے سامنے اس لیے قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ حالانکہ اگر تم ان سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ تو ایسے نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا"۔

"کیف و ان یظھروا علیکم لا یرقبوا فیکم الا و لا ذمۃ یرضونکم بافواھھم و تابی قلوبھم و اکثرھم فسقون"[۲۹]

ترجمہ: "(لیکن دوسرے مشرکین کے ساتھ) کیسے معاہدہ برقرار رہ سکتا ہے جبکہ ان کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی تم پر غالب آجائیں تو تمہارے معاملے میں نہ کسی رشتہ داری کا خیال کریں اور نہ کسی معاہدے کا؟ یہ تمہیں اپنی زبانی باتوں سے راضی کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ ان کے دل انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں"۔

"یضل بہ کثیرا و یھدي بہ کثیرا و ما یضل بہ الا الفسقین"[۳۰]

ترجمہ: "بھلا اس (حقیر) مثال سے اللہ کا کیا مطلب ہے؟ (اس طرح) اللہ اس مثال سے بہت سے لوگوں کو گمراہی میں مبتلا کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے۔ (مگر) وہ گمراہ انہی کو کرتا ہے جو نافرمان ہیں"۔

"الذين ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه و يقطعون مآ امر الله به ان يوصل و يفسدون في الارض اولٰئك هم الخسرون"[31]

ترجمہ: "وہ جو اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پختہ کرنے کے بعد بھی توڑ دیتے ہیں اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹ ڈالتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں ایسے ہی لوگ بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں"۔

قوم فاسق کی صفات وافعال اور کردار:

(۱) اللہ اور اس کے رسول کے کفر کے بعد انفاق قبول نہ ہوگا (۲) غرور اور تکبر پایا جاتا ہے

(۳) جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں (۴) قرابت داری کا لحاظ نہیں کرتے

(۵) عہد وپیمان کو توڑنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ کے عہد کے توڑنے والے ہوتے ہیں

(۶) قول کے جھوٹے ہوتے ہیں، قطع تعلقی کرنے والے۔ زمین میں فساد برپا کرنے والے

(۷) اللہ کی آیات کو کم قیمت پر بیچنا (۸) اللہ کے راستے سے روکنا۔

اگر توبہ کر کے صلوۃ قائم کریں اور زکوۃ دیں تو دینی بھائی ہوں گے۔

(iii) قوم الظالمین

"و من يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه و هو في الاخرة من الخسرين"[32]

ترجمہ: "جو کوئی شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا تو اس سے وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جو سخت نقصان اٹھانے والے ہیں"۔

"يآيها الذين امنوا لا تتخذوا اليهود و النصرى اولياء بعضهم اولياء بعض و من يتولهم منكم فانه منهم ان الله لا يهدي القوم الظلمين"[33]

ترجمہ: "اے ایمان والو! یہودیوں اور نصرانیوں کو یار و مددگار نہ بناؤ۔ یہ خود ہی ایک دوسرے کے یار و مددگار ہیں۔ اور تم میں سے جو شخص ان کی دوستی کا دم بھرے گا تو پھر وہ انہی میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

"و ما ظلمنهم و لكن كانوا هم الظلمين-و نادوا يملك ليقض علينا ربك قال انكم مكثون"[34]

ترجمہ: "اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی ظالم لوگ تھے اور وہ (دوزخ کے فرشتے سے) پکار کر کہیں گے کہ "اے مالک! تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے۔" وہ کہے گا کہ "تمہیں اسی حال میں رہنا ہے"۔

"لقد جئنكم بالحق و لكن اكثركم للحق كرهون"[35]

ترجمہ: "اور حقیقت یہ ہے کہ ہم تمہارے پاس حق بات لے کر آئے تھے لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق بات ہی کو برا سمجھتے ہیں"۔

"ام ابرموٓا امرا فانا مبرمون"[36]

ترجمہ: "ہاں کیا ان لوگوں نے کچھ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے؟ اچھا تو ہم بھی کچھ کرنے کا فیصلہ کرنے والے ہیں"۔

ظالم قوم کی صفات اور کردار:

(۱) جھگڑا کرنے والے (۲) اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے دین کی تلاش

(۳) رسول اور حق کی گواہی کے بعد کفر کا راستہ اپنایا (۴) یہود و نصاریٰ کو دوست بناتے ہیں

(۵) حق سے نفرت (۶) کتمان حق، انکار حق، لوگوں کو گمراہ کرنا

(iv) **قوم منافقون**

"و اذا قیل لھم تعالوا الی مآ انزل اللہ و الی الرسول رایت المنفقین یصدون عنك صدودا"[۳۷]

ترجمہ: "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے اتارا ہے اور آؤ رسول کی طرف، تو تم ان منافقوں کو دیکھو گے کہ وہ تم سے پوری طرح منہ موڑ بیٹھتے ہیں"۔

"فکیف اذآ اصابتھم مصیبة بما قدمت ایدیھم ثم جاءوك یحلفون باللہ ان اردنآ الآ احسانا و توفیقا"[۳۸]

ترجمہ: "پھر اس وقت ان کا کیا حال بنتا ہے جب خود اپنے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے؟ اس وقت یہ آپ کے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہمارا مقصد بھلائی کرنے اور ملاپ کرا دینے کے سوا کچھ نہ تھا"۔

"ان المنفقین یخدعون اللہ و ھو خادعھم و اذا قاموآ الی الصلوة قاموا کسالی یرآءون الناس و لا یذکرون اللہ الا قلیلا "[۳۹]

ترجمہ: "یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکا بازی کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور جب یہ لوگ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو کسمساتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کے سامنے دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں"۔

"یآیھا النبي جاھد الکفار و المنفقین و اغلظ علیھم و ماوىھم جھنم و بئس المصیر"[۴۰]

ترجمہ: "اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو، ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے"۔

منافق قوم کی صفات اور کردار:

(۱) حق کی طرف آنے سے منہ پھیرنا (۲) مصیبت آجائے تو مفاد کی خاطر اسلام کی طرف آتے ہیں

(۳) اللہ کو دھوکہ اور اہل ایمان کو دھوکہ دیتے ہیں (۴) صلوۃ قائم کرنے میں سستی سے کام لیتے ہیں

(۵) ریاکاری کرتے ہیں

(۶) نبی کو اذیت دینا، جھوٹی قسمیں کھانا، اندر سے خوف کہ نفاق واضح نہ ہو جائے

(۷) منافق مرد اور عورت دراصل ایک ہی سکے کے دورخ ہیں (۸) انفاق سے ہاتھ کھینچنا (۹) بدکردار لوگ

(v) قوم تجھلون

"اینکم لتاتون الرجال شھوۃ من دون النساء بل انتم قوم تجھلون"[41]

ترجمہ: "کیا یہ کوئی یقین کرنے والی بات ہے کہ تم اپنی جنسی خواہش کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ تم بڑی جہالت کے کام کرنے والے لوگ ہو"۔

"قالوا اجئتنا لتافکنا عن الھتنا فاتنا بما تعدنآ ان کنت من الصدقین"[42]

ترجمہ: "انہوں نے کہا: "کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمارے خداؤں سے ہمیں برگشتہ کرو؟ اچھا اگر تم سچے ہو تو لے آؤ ہم پر وہ (عذاب) جس کی دھمکی دے رہے ہو"۔

"قال انما العلم عند اللہ و ابلغکم مآ ارسلت بہ و لکنی ارکم قوما تجھلون"[43]

ترجمہ: "انہوں نے فرمایا: "ٹھیک ٹھیک علم تو اللہ کے پاس ہے (کہ وہ عذاب کب آئے گا؟) مجھے جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہے میں تو تمہیں وہی پیغام پہنچا رہا ہوں، البتہ میں یہ ضرور دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسے لوگ ہو جو نادانی کی باتیں کر رہے ہو"۔

"و عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا و اذا خاطبھم الجھلون قالوا سلما"[44]

"اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) خطاب کرتے ہیں تو وہ سلامتی کی بات کہتے ہیں"۔

جاہل قوم کی صفات اور کردار:

(۱) خواہشات کی پیروی کرنا (۲) شرک کرنا (۳) نبی کی موجودگی میں معبود کی طلب جہالت کی انتہا ہوتی ہے
(۴) غیر جنسی حرکت (۵) بے مقصد زندگی گزارنا

خلاصہ بحث

قرآن کا تصور قوم ایک حساس موضوع ہے ماضی میں بہت سی جنگیں صحیح تصور قوم نہ ہونے کی وجہ سے ہوئیں۔ ہمارے معاشرے میں ابھی ایسے حالات وواقعات رونما ہو رہے ہیں جس کی بنیادی وجہ اس تصور قوم سے ناواقفیت ہے جو قرآن کی روشنی میں ہمیں ملتا ہے۔

مغربی مفکرین اور فلاسفہ کے نزدیک قوم کا تصور یہ ہے کہ جس کی زبان ایک ہو، رنگ ایک ہو اور ایک ہی علاقے سے تعلق رکھتے ہوں وہ ایک قوم کہلاتی ہے۔ جدید مفکرین کا یہ نظریہ ہے کہ جو ایک نظریہ رکھتے ہوں وہ ایک قوم کہلاتی ہے۔ ماضی میں بعض مذہبی رہنماؤں نے بھی قوم کا ایسا تصور دیا کہ قومیں زبان اور کلچر سے وجود میں آتی ہیں۔

قرآن کا تصور قوم ان سب سے مختلف ہے۔ قرآن کردار اور عمل کی بنیاد پر قوم کی تقسیم کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے پیروکار ہیں وہ کسی بھی خطے سے تعلق رکھتے ہوں کوئی بھی زبان بولتے ہوں کسی بھی ثقافت کو اپناتے ہوں وہ ایک قوم ہے۔

قرآن قوم کا یہ تصور دیتا ہے اگر کوئی شخص حلیے اور لباس سے مسلمان ہے مگر کردار اور عمل کے اعتبار سے وہ منافقین والے کام کرتا ہے، فاسق

قوم اور ظالم قوم والے اعمال کرتا ہے تو نتائج کے اعتبار سے اس کا انجام منافقین، فاسقین اور ظالمین والا ہو گا۔
اسی طرح اگر کوئی شخص حلیے اور لباس کے اعتبار سے پورا نہ اترتا ہو مگر کردار اور عمل کے اعتبار سے وہ صالحین، عابدین اور ذاکرین والے اعمال کرتا ہے تو اس کا شمار انہی لوگوں کے ساتھ ہو گا، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہو گا۔"

اگر اس حدیث سے مراد فقط لباس اور حلیہ مراد لیا جائے تو بہت سطحی بات ہو گی جو ایک اوسط درجے کے آدمی سے ایسی بات کی توقع نہیں ہوتی جبکہ سرور کائنات کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ سطحی نہیں ہو سکتے ہیں۔ یقیناً یہ کردار اور عمل کے اعتبار سے قوم کی تقسیم ہے۔
دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی میری اس مختصر کاوش کو قبول فرمائے اور اس سے میری اور دیگر افراد کی اصلاح ہو سکے۔

References

1. Muhammad bin ismail al bukhari 2004 sahi bukhari dara al kitab al almiya bairut 22.
2. Abu dauad sulyman bin al sajistani 2005 sonan abi dauad dara al kitab al almiya bairut 635.
3. Al bukhari aizas 1077.
4. Muslim bin hajaj bin muslim al qashiri abu al hussain 2004 sahi muslim dara al kitab al arbi bairut 882.
5. Al bukhari aizas 1078.
6. Al sajistani aizas 657.
7. Al sajistani aizas 641.
8. baqrah 2:2,3,4,5.
9. Al nasar 2:110.
10. Al nahal 16: 64.
11. Usif 12:111.
12. Al nahal 12:79.
13. Al room 30:26, 27.
14. Al ankabut 29: 24.
15. Al raid 13:4.
16. Al ankabut 29:35
17. Al inam 6:98.
18. Al airaf 7:58.
19. Ibrahim 14:7.
20. Al imran 3:114.
21. Al nisa 29:4.
22. Al maidah 83:5.
23. Al midah 84:5.
24. Al imran 100:3.
25. Al majadala 5:58.
26. Tooba 53:9.

27. Tooba 54:9.
28. Tooba 96:9.
29. Tooba 8:9.
30. Bakarah 26:2.
31. Bakarah 37:2.
32. Al imran 85:3.
33. Al midah 51:5.
34. Al zkhraf 77,76:43.
35. Al zkhraf 78:43.
36. Al zkhraf 79:43.
37. Al nisa 61:4.
38. Al nisa 62:4.
39. Al nisa 142:4.
40. Tooba 73:9
41. Al nimal 55:27.
42. Al ahkaf 22:46.
43. Al ahkaf 23:46.
44. Al forqan 63:25.